

”عوام الناس“ ہمارے ہیں

(بسلسلہ حاشیہ 3، متن سفر الحوالی)

ڈاکٹر سفر الحوالی نے اپنی تحریر و تقریر میں اس نقطہ کو جا بجا واضح کیا ہے۔

عام طور پر یہ تصویر یوں دکھائی جاتی ہے کہ تقریباً پورا برصغیر ”ماتریدیہ“ ہے۔ یا ”المہند علی المہند“ کو اپنے عقیدہ کے مراجع میں گنتا ہے۔ پورا مصر، شام اور عراق ”اشاعرہ“ ہے۔ پورا ترکی اور وسط ایشیا فلاں ٹھپے کا معتقد ہے۔ پورا شمالی افریقہ فلاں لیبیل کا حامل ہے۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تم لوگ جس ’اہل سنت‘ کی بات کرتے ہو، کہ جس میں ”ماتریدیہ“ اور ”اشاعرہ“ کی تاویل صفات وغیرہ بھی نہ ہوں، اور فلاں ٹھپے کے فلاں فلاں خلاف سنت مسئلے اور فلاں لیبیل کے فلاں خلاف معتقد سلف اقوال بھی نہ ہوں... وہ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ تمہاری تو یہاں کوئی نسبت ہی نہیں بنتی! شیخ سفر الحوالی کا کہنا ہے: آئیے یہ تصویر ہم آپ کو دکھاتے ہیں:

یہ ہم بیان کر چکے کہ فیصلہ ”ٹھپے“ اور ”لیبیل“ پر نہیں ہوگا۔ وہ تم جتنے مرضی لگاتے رہو؛ ایجاباً اور سلباً، غیر مؤثر ہے۔ اصل فیصل یہ ہے کہ کسی آدمی نے ایک باطل اعتقاد کو سوچ سمجھ کر اختیار کر رکھا ہو۔ تو پھر اب ہم پوچھتے ہیں: برصغیر کے عوام الناس میں کتنے ہیں جو باقاعدہ اپنا یہ عقیدہ بیان کریں کہ اللہ رب العزت اپنے ”عرش“ پر نہیں ہے؟ (معاذ اللہ)۔ یا یہ کہ اللہ رب العزت کی ”رحمت“ حقیقی نہیں ہے بلکہ ”رحمت“ کا مطلب صرف ’احسان کا ارادہ کرنا‘ ہے نہ کہ فی الحقیقت مہربان ہونا؟ اور یہ کہ اللہ کا ”غضب“ حقیقی نہیں ہے بلکہ ”غضب“ کا مطلب ہے ’عذاب کا ارادہ

کرنا؟ کتنے ہیں جو اپنا یہ اعتقاد بتائیں کہ اللہ کا کسی سے "خوش ہونا" حقیقی نہیں ہے؟ اللہ کا کسی سے "ناراض ہونا" حقیقی نہیں ہے؟ کتنے ہی جو اس چیز کو یاد کرتے اور کراتے دنیا سے جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کا بقعہ ارضی فضیلت میں کعبے، کرسی اور عرشِ خداوندی سے اوپر ہے؟ مصر، شام اور عراق کے عوام الناس میں کتنے ہیں جو اعتقاد رکھیں کہ اللہ اوپر نہیں ہے؟ جو اپنا یہ عقیدہ بتائیں کہ اللہ کو "اوپر" کہنے سے 'سمت' لازم آتی ہے لہذا ہم تو خدا کے لیے 'سمت' بیان کرنے کا گناہ نہیں کریں گے! جو یہ اعتقاد رکھیں کہ اللہ کا کسی سے "محبت" کرنا حقیقی نہیں ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اور اب ہم آپ سے پوچھ لیتے ہیں کہ: برصغیر، مصر، شام، عراق اور شمالی افریقہ کے یہ جو "عوام المسلمین" کے ٹھٹھے ہیں ان میں سے اللہ کے فضل سے کتنے ہیں جو اللہ کے کسی سے "خوش ہونے" کو "حقیقی خوش ہونا" ہی مانتے ہیں؟ جو اللہ کے "غضب" کو "حقیقی غضب" ہی مانتے ہیں؟ جو اللہ کی رحمت کو "حقیقی رحمت" ہی مانتے ہیں؟ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں سے فی الحقیقت "محبت" کرتا ہے... اور ان صفات کی وہ فلسفیانہ توجیہات جو اشاعرہ اور ماتریدیہ کے ہاں ایک درجہ پر جا کر کروائی جاتی ہیں، یہ سب ان توجیہات کو ہکا بکا ہو کر ہی سنتے ہیں۔ تو پھر یہ "عوام الناس" ہمارے ہوئے یا تمہارے؟ حق یہ کہ 'ٹھٹھے' تمہارے اور "لوگ" ہمارے!

یہ کلامی بحثیں اور پیچیدہ نکتے تو یہاں کے خطیبوں اور داعیوں کے علم میں نہ ہوں گے کجا "عوام الناس"؟!

اور یہ کلامی نکتے تو علماء کو مشکل سے سمجھ آتے ہیں!

اس لحاظ سے؛ ہم کہیں گے، برصغیر میں "ماتریدیہ" چند سونکل آئیں اور مصر و شام میں "اشاعرہ" چند سوسے بڑھ جائیں تو بڑی بات ہے؛ یعنی آٹے میں نمک کے برابر۔

بلکہ شیخ سفر الحوالی متقدمین ائمہ اہل سنت سے استشہاد کرتے ہوئے، ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں، اور اہل سنت کا یہ اسیلِ بحث سامنے لاتے ہیں کہ:

عقیدہ سلف کی خاصیت یہ ہے کہ نصوصِ کتاب و سنت کو ان کے فطری معانی پر باقی رہنے دیا جائے۔ چنانچہ ”ایمان“ کی جو حقیقتیں کتاب اور سنت کے اپنے الفاظ میں آگئی ہیں وہ خود ہی لوگوں کے اذہان کی بے ساختہ تشکیل کر جاتی ہیں۔ اس میں جب تک آپ کچھ ’مزید‘ نہ کریں تب تک آپ کا وہ ’مزید‘ انہی الماریوں میں دھرا اور گاہے گاہے کی انہی بحثوں میں پڑا رہتا ہے؛ جبکہ لوگ اُس ”فطرت“ اور ”بے ساختہ معانی“ پر باقی رہتے ہیں جو خالق کی پہچان کی بابت قلوب میں ودیعت کیے گئے ہیں اور جن کی مدد سے وہ نصوص میں بیان ہونے والی ”ایمان“ کی حقیقتوں کو کسی تکلف کے بغیر لیتے ہیں۔ اس لیے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی کان میں خالق کا اپنا کلام یا اُس کے رسول کا اپنا بیان کم پڑا ہو (اور اس معنی میں تو ہم ضرور مانیں گے کہ کسی خطے میں اہل سنت کا کام بہت پیچھے ہو) لیکن ”کان“ کی اپنی وہ طبعی استعداد ”تبدیل“ بہر حال نہیں ہوئی ہوتی۔ اس میں جتنا سا کتاب اور سنت کا کلام پڑا ہے وہ اپنی اصل حالت پر ہے؛ اور ”اہل سنت“ ہونا یہی ہے۔

یہاں شیخ سفر وہ ”فطرت“ والی دلیل لے کر آتے ہیں جو احادیث میں مذکور ہوئی: (کل مولود یولد علی فطرة الإسلام)۔ یعنی ہر مولود اسلام کی ”فطرت“ لے کر دنیا میں آتا ہے؛ جب تک ”ماحول“ اس کو ”تبدیل“ نہ کر دے وہ ”فطرت“ اپنی جگہ باقی رہتی ہے۔ اس لیے دیکھنا یہ ہے کہ عقیدہ کے کسی مخصوص ”ورژن“ نے اذہان کو ”تبدیل“ کتنا کیا ہے؛ کیونکہ اگر ایک واضح ”تبدیلی“ ثابت نہ ہو تو وہ چیز اپنی ہی اصل پر باقی تصور ہوگی۔

اب چونکہ "ایمان" جو کتاب اور سنت میں آیا وہ تو اس "فطرت" کو تبدیل نہیں کرتا بلکہ اس کو آسودہ کرتا اور اس کو طبعی حالت پر برقرار رکھتے ہوئے اس کی نشوونما کرتا ہے.. اور چونکہ سلف کا طریق "ایمان" کے ان حقائق کو جو کتاب اور سنت میں بیان ہوئے ان کے "فطری معانی" پر باقی رکھنا اور ان میں کوئی "تصرف" کرنے سے گریز کرنا ہے... لہذا کسی بھی معاشرے کے سادہ لوح "عوام المسلمین" کو ہم اصالتاً by-default اشاعرہ یا ماتریدہ نہیں مانیں گے۔

معاملے کی ترتیب یوں نہیں ہوگی کہ: ایک علاقہ کے عامۃ المسلمین عقیدہ کے کسی مخصوص "ورژن" پر مانے جائیں تا وقتیکہ ان میں سے کسی شخص کا، عقیدہ کے اُس مخصوص ورژن سے "دستبردار" ہو کر راہِ سنت پر آنا، پایہ ثبوت کو نہ پہنچ لے!

بلکہ ترتیب یہ ہوگی کہ: یہ "عوام المسلمین" اپنی اسی فطرت پر سمجھے جائیں جو کہ راہِ سنت کے ساتھ سب سے بڑھ کر ہم آہنگ ہے (یعنی نصوص کا ایک بے ساختہ مفہوم لینا)... تا وقتیکہ ان میں سے کسی شخص کا اس فطرت سے "دستبردار" ہو کر عقیدہ کا کوئی مخصوص ورژن شعوری طور پر اختیار کر لینا پایہ ثبوت کو نہ پہنچ لے۔

یہاں فیصلے لیبل نہیں کریں گے بلکہ وہ حقائق کریں گے جو لوگوں کے اذہان میں بے ساختہ بولتے ہیں۔ پس ہمارا بہت سارا کام "فطرت" نے خود کر دیا ہوا ہے؛ لہذا یہ "عامۃ المسلمین" درحقیقت ہمارے ہیں اور ہم ان کے۔ خواہ دلیل، لگا رکھنے والے حضرات جو مرضی کہیں۔ یہ "عوام المسلمین" اللہ اور اُس کے رسول کی چیز ہیں خواہ خیال کرنے والے ان کو کچھ بھی خیال کرتے پھریں۔